Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 30, 2026

An Analytical Study of the Methodology and Style of Tafsir Tarjuman al-Quran by Nawab Siddiq Hasan Khan (R.A)

تفسیر ترجمان القرآن از نواب صدیق حسن خان کے منہج واسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

Abdur Rahim
Ph.D. Scholar, Department of Quran & Sunnah, University of Karachi

Dr. Zeenat Haroon
Associate Professor & Research Supervisor, Department of Quran & Sunnah, University of Karachi

Abstract

Tafsir Tarjuman al-Quran is the most renowned exegesis authored by Nawab Siddiq Hasan Khan. Written in Urdu, it holds a significant place in the field of Quranic exegesis, encompassing scholarly, intellectual, and spiritual dimensions. Nawab Sahib—a distinguished critic and a seasoned scholar of Hadith—possessed profound insight into the disciplines of Hadith and Asma al-Rijal (the study of narrators). He held a remarkable aptitude for critically evaluating narrations and discerning their underlying intent and purpose. Observing the shortcomings in earlier traditional commentaries, he resolved to compile an exegesis free from weak (da'if) and fabricated (mawdu') Hadiths as well as Isra'iliyyat (Israelite traditions); consequently, he structured this work according to the rigorous methodology of Hadith scholars, and he certainly succeeded in this endeavor to a significant extent.

Keywards: Tafsir Tarjuman al-Quran, Exegesis, Methodology

برصغیر میں علومِ اسلامیہ کی اشاعت ونصرت کے سلسلے میں نواب صدیق حسن خان (1248ھ-1307ھ/1832ء-1890ء) کی مساعیِ جمیلہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ انہوں نے دیگر علماء کو بھی تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ کیا، ان کے لیے وظائف کا بندوبست فرمایا، اور اسلامی علوم کے بنیادی مصادر و مآخذ کی طباعت کا وسیع اہتمام کیا۔ نواب صاحبؒ نے دینی علوم کے تقریباً تمام ہی موضوعات پر مستقل کتب ورسائل تحریر فرمائے، جس کی بناء پر آپ عرب و عجم کے لیے سرمایۂ افتخار ہیں اور دنیا کی شاید ہی کوئی اہم لائبریری آپ کی تالیفات سے خالی ہو۔

تفسیر ترجمان القرآن نواب صدیق حسن خان کی سب سے مشہور تفسیر ہے۔ یہ تفسیر اُردو زبان میں لکھی گئی ہے اور قرآن کی تفسیر میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ یہ تفسیر علمی، فکری، اور روحانی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ نواب صاحب جو کہ عظیم نقاد اور پختہ کار محدث تھے، فنون حدیث اور اسماء الرجال کے سلسلہ میں نہایت گہری بصیرت رکھتے تھے۔ روایات کے نقد اور ان کے منشاء اور مقصد کی نشان دہی کرنے میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا، انہوں نے سابقہ نقلی تفاسیر کی ان خامیوں کو دیکھتے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

ہوئے ایک ایسی تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا، جو ضعیف اور موضوع احادیث اور اسرائیلی روایات سے پاک صاف ہو، چنانچہ انہوں نے محدثانہ طریق پر یہ تفسیر مرتب کی یقیناً وہ ایک حد تک اپنی اس کوشش میں کامیاب رہے اگرچہ وہ اس تفسیر میں اس بلند پایہ محدثانہ معیار کو پورے طور پر قائم نہیں رکھ سکے جس کی ان سے توقع تھی۔ کیونکہ عمر نے بھی ساتھ نہ دیا کہ وہ اس تفسیر کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں اور ویسے بھی انہوں نے قدرے وسعت سے کام لیا اور اسرائیلیات کے ایک حصہ کو بھی قبول کیا۔

نواب صاحب کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ کسی بھی سورت کی تفسیر شروع کرنے سے پہلے یہ بتاتے ہیں کہ یہ سورت مکی ہے یا مدنی، اگر سورت کے محل نزول میں مفسرین کا اختلاف ہو، تو اسے بھی بیان کرتے ہیں۔ نیز اگر سورت کی ہو اور اس کی کچھ آیات مدنی ہوں یا اس کا عکس ہوں تو اس پر بھی تنبیہ فرماتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ سورت کے ناموں سے متعلق مفسرین کا مدلل اختلاف بھی بیان کرتے ہیں اسی طرح عموماً سورت کی آیات اور اس کے کلمات کی تعداد بھی ذکر کرتے ہیں۔ مزید براں سورت کے فضائل میں اگر قابل حجت احادیث ہوں تو انہیں بھی بیان کرتے ہیں اس طرح آیات کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث ہو تو وہ بھی ذکر کرتے ہیں ساتھ ساتھ ضعیف یا موضوع احادیث پر بھی تنبیہ فرماتے ہیں۔ حدیث کے ضعیف یا موضوع ہونے کی وجہ بھی ذکر فرماتے ہیں الغرض ہر سورۃ کے شروع میں نواب صاحب کا یہی انداز ہے۔

آیت کریمہ کا مختصر جامع مفہوم ذکر کرتے ہیں:

نواب صدیق حسن خان نے، ترجمان القرآن بالطائف البیان رقم طراز ہیں:

آیات کی تفسیر میں جو انداز اختیار کیا ہے، وہی ان کا منہج واسلوب ہے جس کو مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے۔

نواب صاحب آیات کی تفسیر میں سب سے پہلے آیت کا مختصر مفہوم بیان کرتے ہیں مثلا

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [1]

تفسیر سے پہلے اس آیت کا مختصر مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

[1] البقرہ2: 173

OPEN ACCESS
CC BY

یعنی مویشیوں میں ان پر اتنی چیزیں حرام ہیں لیکن اگر اضطراری کیفیت ہو جائے تو ان کی بھی گنجائش ہے، لیکن نافرمانی نہ کرے یعنی اس کی حالت اضطراری درجے تک نہ پہنچتی ہو، لیکن کھالے اس طرح نہ کرے اور ضرورت سے زائد نہ کھائے۔[2]

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ * يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[3]

مذکورہ بالا دو آیات کا مختصر مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پہلے یہی حکم نازل ہوا تھا کہ کوئی بیمار مسافر روزہ نہ رکھے تو جب چاہے اس کی قضا کرلے اور اگر بغیر عذر کے کوئی شخص روزہ نہ رکھے تو بالفصل ایک روزے کے بدلے ایک مسکین فقیر کو کھانا کھلادے۔ اگر روزہ رکھ لیں تو وہ بھی بہتر ہے، لیکن بعد والی آیت نے تندرستوں اور یتیموں کو اس حکم سے خارج کر دیا۔ صرف بیمار اور مسافر کے لیے رُخصت باقی رہی ہے۔[4]

مزید برآں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ[5]

جب روزہ فرض ہوا تو مسلمان سارا مہینہ اپنی بیوی کے پاس نہ جاتے اور پہلی امتوں کی طرح سونے کے بعد کھاتے پیتے نہ تھے۔ اس دوران بعض اصحاب نہ رہ سکے۔ اس پر آپ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی تم اپنے نفسوں سے خیانت کر رہے تھے لیکن اللہ کریم نے تمہیں اس سے منع کیا اور صبح تک کھانا جائز کر دیا۔ جب سفیدی ظاہر ہو جائے تو بھی صبح صادق ہے۔ جب تک ستون سے اونچی روشنی ہو وہ صبح کاذب ہے مگر حالت اعتکاف میں دن رات کسی وقت بھی بیوی کے پاس نہ جائے۔[6]

[2]صدیق حسن خان نواب، ترجمان القرآن بلطائف البیان 38/1، مکتبہ اصحاب الحدیث، اردو بازار لاہور، 2003ء

[3]البقرہ 183,182:2

[4]ترجمان القرآن بلطائف البیان 57/1،

[5] البقرہ 187:2

[6]ترجمان القرآن بلطائف البیان 69/1

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [7]

لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے پیغمبر! اس کی کیا وجہ ہے کہ چاند ایک حالت پر نہیں رہتا۔ اللہ کریم نے جواب دیا کہ اس پر حالات کی تبدیلی اس لیے رکھی ہے تاکہ اس سے مہینوں اور سالوں کی حد بندی ہو سکے۔ پھر اس کے مواقع معاملات اور اللہ کی عبادت مقرر ہو۔ وہ عبادت جو ایک سال پر مقرر ہے وہ ایک روزہ ہے جس کا حکم ذکر ہوا ہے۔ دوسرا حکم حج ہے جس کا حکم اب شروع ہوتا ہے۔ کفر کی غلطیوں سے ایک یہ بھی تھی کہ جب کوئی بندہ حج کے احرام باندھ کر گھر سے نکل آتا پھر کسی ضرورت سے گھر آتا پڑا تو دروازے سے جانے کی بجائے چھت سے چڑھ کر جاتا تھے۔ اللہ کریم نے اس کی مذمت فرمائی ہے۔ [8]

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے:

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ [9]

لیکن اگر کوئی کافر حرمت والے مہینے کی حرمت تسلیم کرے اور تم سے جنگ نہ کرے تو تم بھی باز رہو اور کفر والے اس مہینے میں بھی ظلم کرتے رہے۔ پھر مسلمان انہیں کیوں کر معاف کریں۔ بلکہ سفر حدیبیہ میں یہاں ذیقعدہ تھا۔ آپ ﷺ عمرہ کو تشریف لے گئے تھے اور کفار نے لڑنے کو تیار ہو گئے۔ یہ آیت اس لیے نازل ہوئی کہ مسلمان خطرہ محسوس کرتے تھے کہ اگر حرمت والے مہینے میں کافر لڑنے لگے تو ہم کیا کریں گے۔ [10]

کبھی کبھی آپ آیت کا شان نزول بیان کرتے ہیں:

جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ [11]

اس کا شان نزول بیان کرتے ہوئے نواب صاحب لکھتے ہیں:

[7] البقرہ2:189
[8] ترجمان القرآن بلطائف البیان 78/1،
[9] البقرہ2:194
[10] ترجمان القرآن بلطائف البیان 85/1
[11] البقرہ 158:2

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 30, 2026

کہ مکہ شہر میں صفا و مروہ دو پہاڑیاں تھیں، عرب کے لوگ حضرت ابراہیم کے دور سے ہمیشہ حج کرتے رہے ہیں لیکن زمانہ کفر میں اس میں اکثر غلطیاں آگئی تھیں۔ ان دونوں پہاڑیوں پر دو بت نائلہ اور اساف رکھے تھے وہ لوگ ان کا بھی طواف کرتے تھے۔ جب لوگ مسلمان ہوئے تو خیال کیا کہ یہ بھی زمانہ کفر کی غلطی تھی۔ اب ہمیں وہاں (صفا و مروہ پر) نہیں جانا چاہیے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[12]

اسی طرح اللہ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ * وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[13]

ابن کثیر کے حوالے سے شان نزول بیان کرتے ہوئے نواب صاحب لکھتے ہیں کہ یہ آیت بنی قریظہ و بنی نضیر کے متعلق نازل ہوئی۔ بنو نظیر جاہلیت میں بنو قریظہ سے جھگڑے تھے۔ جب کسی نظری کے ہاتھ سے کوئی قرضی مارا جاتا تو وہ اس کے بدلے قتل نہ کیا جاتا۔ بلکہ سو وسق کھجور دے کر بچ جاتا تھا۔ اور جب کوئی قرظی کسی نفری کو قتل کر دیتا تو وہ اس کے بدلے قتل کر دیا جاتا تھا۔ لیکن اگر خون بہا پر راضی ہوتا تو دو سو وسق ادا کرتا۔ یعنی قرظی کو دوگنا دیت ادا کرنا پڑتی۔ اللہ کریم نے حکم دیا کہ قصاص میں برابری کرو۔[14]

اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ[15]

اس آیت کا نسبت نزول قیس بن صرمہ کا واقعہ بنا۔ کہ وہ ایک رات بھوکے سو گئے اور صبح اسی حالت میں روزے سے اٹھے بھوک کی شدت پر داشت نہ ہوئی کہ غش آگیا۔ ان کی یہ حالت آنحضرت ﷺ سے ذکر کی گئی تو یہ آیت نازل ہوئی سب مسلمانوں کو اس سے بڑی خوشی ہوئی[16]

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[12] ترجمان القرآن بالطائف البیان 20/1
[13] البقرہ2:178,179
[14] ترجمان القرآن بالطائف البیان 48/1
[15] البقرہ 187:2
[16] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 70/1

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ أَنۡ تَبۡتَغُوا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَإِذَا أَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفَاتٍ فَاذۡكُرُوا اللَّهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ وَاذۡكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمۡ وَإِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ[17]

اس آیت کے شان نزول میں نواب صاحب نے ابن عمرسے کی روایت کہ آپ سے کسی نے حج کی حالت میں کرایہ لینے کے متعلق پوچھا تو آپ نے کچھ جواب نہ دیا تو جبریل ؑ آپ پر یہ آیت لے کر اترے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو بلا کر کہا "انتم حجاج" اے کرایہ والو تم حاجی ہو۔[18]

الفاظ کے معانی و مفہوم بیان کرتے ہیں

بعض الفاظ کی وضاحت نواب صاحب لغوی مفہوم سے بھی کرتے ہیں مثلاً : ارشاد ربانی ہے:

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوا لَكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسۡبُنَا اللَّهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيلُ[19]

لفظ اہل کے معنی لغت میں آواز بلند کرنا ہیں۔

نواب صاحب کبھی کبھی لغوی مفہوم کو شان نزول پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ بالا آیت کی ہی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مفسرین سلف وخلف نے اہلال کے جو معنی میں جو ذبح کا لفظ ذکر کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ جاہلیت میں لوگ جس کے نام کا جانور رکھتے تھے ذبح کے وقت اس کا نام پکار کر ذبح کرتے تھے اللہ کا نام نہ لیتے تھے۔ اہل تفسیر نے شان نزول پر خیال کر کے لفظ ذبح کو اختیار کر لیا۔ لغوی معنی کو اختیار نہ کیا حالانکہ لغت مقدم ہوتی ہے۔"[20]

اسی طرح الفاظ کی مراد بیان کرتے ہیں۔

وَإِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمۡنًا وَاتَّخِذُوا مِنۡ مَّقَامِ إِبۡرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدۡنَا إِلَى إِبۡرَاهِيمَ وَإِسۡمَاعِيلَ أَنۡ طَهِّرَا بَيۡتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالۡعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ[21]

لفظ عہد کے بمعنی حکم و وحی ہے۔[22]

أُحِلَّ لَكُمۡ لَيۡلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمۡ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمۡ وَأَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّهُنَّ[23]

رفث سے جماع مراد ہے۔[24]

[17] البقرہ 198:2
[18] ترجمان القرآن بلطائف البیان 105/1
[19] آل عمران 173:3
[20] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 539/1
[21] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 101/1، البقرہ 125:2
[22] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 231/1
[23] البقرہ 187:2
[24] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 69/1

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

نواب صاحب لکھتے :"ابن عباس، طاؤس، ابراہیم اور حسن بصری کے مطابق مس یعنی ہاتھ لگانا سے جماع مراد ہے۔"[25]

نواب صاحب مفسرین کا اختلاف نقل کر کے کسی ایک رائے کو ترجیح دیتے ہیں:

نواب صاحب نے ترجیح کے لیے کا مندرجہ ذیل طرق اختیار کئے ہے۔

حدیث سے ترجیح دیتے ہیں:

نواب صاحب سورہ البقرہ کی آیت 158 کی تفسیر کرتے ہوئے صفا اور مروہ کی سعی شرائع اسلام میں سے ہے یا نہیں؟ اس حدیث سے سعی کو واجب قرار دیتے ہیں جس میں آپ کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

اسْعَوْا، فَإِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ[26]

صحابی کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ[27]

مقام ابراہیم سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کا اختلاف نقل کرتے ہوئے چار اقوال نقل کرتے ہیں پھر حضرت عمرسے کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جس میں مقام ابراہیم سے مراد ابراہیم کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔[28]

نظم قرآن سے ترجیح:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ ... لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ [29]

اس آیت کی تفسیر میں نواب صاحب مفسرین کے چھ اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

[25] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 185/1
[26] مسند احمد 351-352/1، ترجمان القرآن بلطائف البیان، 21/1
[27] البقرہ 187:2
[28] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 229/1
[29] البقرہ 187:2

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

مگر نظم قرآن کے موافق کوئی معنی بھی مفید نہ ہے۔ نہ ان پر کوئی دلیل ہی ہیں۔ پھر وہ ابن جریر کی رائے کو بطور دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس لیے ابن جریر نے ان سب امور میں آیت کے مطلوب کو عام رکھنا مناسب سمجھا ہے۔[30]

جمع و تطبیق دیتے ہیں:

نواب صاحب البقرہ 2: 126,127 کی تفسیر کرتے ہوئے پہلے بخاری کی وہ حدیث لکھتے ہیں جس میں ثابت ہے کہ اللہ نے مکہ کو اس دن سے حرمت دی جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا۔

پھر لکھتے ہیں کہ جب ابراہیم نے لوگوں کو یہ بات پہنچادی کہ اللہ نے اس کو حرام کیا ہے اور یہ ہمیشہ والا حرم تھا۔ تو ابراہیم کی نسبت بظاہر ہوئی یعنی اس حکم الہی کا ظاہر کرنے والا اس حکم الہی کا ظاہر کرنے والے ابراہیم ہیں پھر وہ ابن جریر کی ایک دوسری تطبیق کا بھی ذکر کر کے سمجھتے ہیں کہ یہ جمع و تطبیق بھی مناسب ہے۔[31]

اسی طرح البقرہ کی آیت نمبر 187 کی تفسیر کرتے ہیں کہ غسل سے پہلے روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں، موافقتا ور مخالفت کی احادیث نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اگر سونے کی وجہ سے غسل نہ کر سکا حتی کہ فجر ہو گئی تو کچھ حرج نہ ہے، لیکن اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو روزہ نہ ہو گا۔[32]

البقرہ 196:2 کی تفسیر میں نواب صاحب یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ عمرہ سنت ہے یا واجب؟ مختلف آراء لکھ کر ذکر کرتے ہیں کہ آیت احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ جب عمرہ کے افعال شروع کر دے تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گا۔ گویا نواب صاحب کے نزدیک عمرہ سنت ہے پھر وہ مزید لکھتے ہیں کہ "اس سے ان احادیث سے تطبیق ہو جاتی ہے جن کا مفہوم باہم مختلف ہے۔[33]

نسخ کا ذکر کرتے ہیں:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ القِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ[34]

[30] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 70/1
[31] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 231/1
[32] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 73/1
[33] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 92/1
[34] البقرہ 178:2

OPEN ACCESS
CC BY

نواب صاحب اس آیت کی تفسیر میں سعید بن جبیر کا قول نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی آمد سے قبل دو قبائل بڑی طویل لڑائی پھنسے رہے آپس میں کسی کو قتل کیا کوئی زخمی ہوا حتیٰ کہ غلاموں اور عورتوں کو بھی قتل کیا گیا اور بعض نے بعض سے بدلا نہ لیا تھا کہ اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہوئے۔ایک قبیلہ دوسرے قبیلے پر مال و متاع میں دست دارزی کرتا تو اس پر قسم کھائی کہ جب تک ہمارے غلام کے بدلے ان کا آزاد قتل نہ کیا جائے گا ہم راضی نہ ہوں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت کو قتل کی جائے پھر آیت "ان النفس بالنفس نے اس کو منسوخ کر دیا۔[35]

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ[36]

نواب صاحب اس آیت کی شرح میں ابو العالیہ اور ابن زید، کا قول نقل کیا ہے کہ قتال کی بابت جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وہ یہی آیت تھی۔اس کے نزول کے بعد جو آنحضرت سے لڑتا اس سے وہ بھی لڑتے جو نہ لڑتے اس سے درگزر فرماتے تھے حتیٰ کہ سورہ برات کی آیت **فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ** نے اس آیت کو منسوخ کر دیا۔[37]

نواب صاحب البقرہ 184 کی تفسیر میں ابن عمر کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ **فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** یعنی اس سے اگلی آیت ہے۔پھر وہ بخاری کے حوالے سے ابن عباس کا قول نقل کرتے ہیں کہ "یہ آیت منسوخ نہ ہے بلکہ بوڑھے مرد و عورت کے لیے ہے جس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو وہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔

پھر نواب صاحب ابن کثیر کے حوالے سے یہ نقل کرتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہوا کہ صحیح مقیم کے حق میں یہ منسوخ ہو گئی ہے۔اس پر روزہ واجب ہے اللہ کی اس قول کی وجہ سے **فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** رہا کمزور بوڑھا جو روزہ نہیں رکھ سکتا وہ افطار کرے اس پر قضا نہ ہے۔اس لیے اس کی کمزوری تو دن بدن بڑھتی ہے اسے اتنی صحت کہاں سے ملے گی وہ خود قضا کر سکے۔[38]

اس تمام عبارت سے نتیجہ یہ نکلا کہ نواب صاحب کے بھی خیال میں ویسے تو البقرہ ۲:۱۸۴ منسوخ ہے اور اس کی ناسخ اس سے اگلی آیت **فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ** ہے۔لیکن بوڑھے شخص کے حق میں آیت ۱۸۴ منسوخ نہیں ہے۔بوڑھا گویا اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

[35] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 49/1
[36] البقرۃ 178:2
[37] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 81,85/1
[38] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 63/1

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2026

نواب صاحب ناسخ ومنسوخ کا ذکر کرکے، دونوں کے احکام کو تطبیق کے ذریعے محکم قرار دیتے ہیں:

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ * وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَٰفِرِينَ [39]

نواب صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ :ایک جماعت کے نزدیک یہ آیت محکم ہے اور ایک کے نزدیک منسوخ، ترجمان القرآن کا اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

"ایک جماعت نے کہا یہ آیت محکم ہے یعنی حرم میں قتل کرنا حرام ہے ہاں اگر کوئی زیادتی کرے تو جوابا مقاتلہ سے مدافعت کر سکتا ہے جس نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اس کے نزدیک اس میں جمع ممکن ہے کہ مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو مگر حرم میں یعنی وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔یعنی عام حکم کو خاص حکم سے مخصوص کر لیا۔وہ حدیث جس میں ایک جماعت کی حلت کا ذکر ہے

وہ اس کی تائید کرتی ہے جو نسخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے ابن اخطل کو قتل کروایا جبکہ وہ کعبہ کے پردے سے لڑکا ہوا تھا۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قتل اس وقت ہوا جبکہ آنحضرت کو ایک گھڑی کعبہ کو حلال کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔[40]

نواب صاحب اس آیت کے متعلق کہ وہ ان کہ وہ محکم ہے یا منسوخ دونوں خیالات کا ذکر کرتے ہیں۔اور جو اس کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں ان کی دلیل کا حدیث کے ذریعے جواب بھی دیتے ہیں اور آخر میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"اب یہ ہی حکم ہے کہ ابتداءنہ کرو، لیکن اگر وہ حملہ کریں تو مشرکین کو قتل کرو گو حرم میں ہو۔ گویا حرم کے اندر قتل وغارت کو وہ ممنوع قرار دیتے ہیں جیسے کہ آیت کا ظاہری حکم ہے۔وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور اگر کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں تو حرم کے اندر بھی ان سے لڑنا جائز ہوگا جیسے یہ حکم ہے۔کہ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ[41]

نسخ کی تردید بھی کرتے ہیں:

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

[39] البقرہ2: 190,191
[40] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 81,82,85/1
[41] البقرہ2: 191

OPEN ACCESS
CC BY

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى[42]

نواب صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"اہل علم کی ایک جماعت نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ جو حرم میں پناہ گزیں ہوا اس پر حد نہ لگائی جائے۔اللہ کا قول "ومن دخلہ کان امنا" بھی اس کی تائید کرتا ہے"

بعض نے کہا یہ حکم منسوخ ہے مگر درست بات یہ ہے کہ حکم محکم ہے۔[43]

اسی طرح نواب صاحب بعض اوقات صحابہ کرام کا نام لیے بغیر بھی ذکر کرتے ہیں۔جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ ... لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ[44]

اس آیت کی تفسیر میں نواب صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہ وتابعین کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔[45]

غیر راجح قول کو بعض نے کہا، کہا جاتا ہے، کسی نے کہا سے تعبیر کرتے ہیں۔

نواب صاحب اپنی تفسیر میں غیر راجح قول کو مندرجہ ذیل طریقوں سے نقل کرتے ہیں۔

بعض نے کہا مثلا سورہ بقرہ کی آیت نمبر 125 کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس میں یہ حکم بھی ہے کہ حد بھی حرم کے اندر جاری نہ کی جائے۔اس حکم کے متعلق لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا یہ حکم ہی منسوخ پھر وہ خود ہی لکھتے ہیں مگر درست یہ بات ہے کہ یہ حکم محکم ہے۔[46]

اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت 230-229- کی تفسیر میں خلع کے وقت شوہر کو بیوی سے مال لینا درست ہے یا نہیں کے متعلق ایک غیر راجح قول کو اس طرح نقل کر کے رد کرتے ہیں "بعض اہل علم نے کہا کہ شوہر کو وہ مال لینا جائز نہ ہے اور جو لے لیا اس پر اسے مجبور نہ کیا جائے کہ یہ قول بہت ساقط الاعتبار ہے۔[47]

نواب صاحب رقم طراز ہے بعض نے کہا مثلا سورۃ البقرہ کی آیت 193-192-191-190 کی تفسیر کرتے ہوئے

[42] البقرۃ 125:2
[43] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 227/1
[44] البقرہ 2 :187
[45] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 69/1
[46] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 227/1
[47] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 163/1

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2026

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً[48]

مشرکین سے ہر صورت لڑائی کرو لکھتے ہیں "کہا جاتا ہے کہ اس آیت سے ستر آیات منسوخ ہو گئیں۔[49]

عربی گرامر کا ذکر:

نواب صاحب عموماً تفسیر ترجمان القرآن، میں نحو و صرف کی بحثوں سے مجتنب نظر آتے ہیں تاہم آیات احکام میں کہیں کہیں معانی و مفہوم کو مقرر کرنے یا ترجیح دینے کے لیے گرائمر کا سہارا بھی لیتے ہیں اگرچہ ایسی مثالیں بہت کم ہیں تاہم چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [50]

نواب صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت صرف نذر و نیاز کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ یہ آیت بڑی عام ہے عام ذبح اور نذر و نیاز سب کو شامل ہے۔ اس لیے کہ عربی زبان میں لفظ "ما" بہت عام چیز کے لیے تعبیر ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جانور ہو یا کچھ اور جس چیز پر بھی غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہو گا کھانے کی ہے تو اس کا کھانا حرام، پینے کی چیز کا پینا حرام، پہننے کی چیز ہو تو اس کا پہننا حرام ہو گا، کیونکہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہے۔ سبب کے خصوص کا اعتبار نہ ہے مگر جس چیز کو کسی دلیل نے خاص کر دیا ہو وہ اس سے مستثنی ہے۔[51]

مذکورہ عبارت میں نواب صاحب نے 'ما' کے عموم سے ہی معانی میں وسعت اور عموم پیدا کیا ہے۔

عطف کا ذکر:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ... وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ [52]

نواب صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب تک قربانی کو حلال نہ کیا جائے احرام نہ کھولا جائے جیسا کہ صحیحین میں حضرت حفصہ کی حدیث میں ہے پھر نواب صاحب لکھتے ہیں:

[48] توبہ 09:36
[49] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 84/1
[50] البقرہ 73:2
[51] ترجمان القرآن بطائف البیان 39/1
[52] البقرہ 196:2

CC BY

غرضیکہ ولا تحلقوا کا عطف اتموپر ہے فان احصر تم پر نہ ہے۔[53]

گویا حدیث سے دلیل لی اور گرائمر سے عطف کا مرجع بنا کر مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

اسم اشارہ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[54]

اس آیت کی تفسیر میں نواب صاحب امام قرطبیؒ کی ایک عبارت نقل کر کے گرائمر کے اصول سے استدلال کرتے ہوئے امام قرطبیؒ کے قول کا رد کرتے ہیں اور پہلے سے مذکور قول کی تائید کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"قرطبیؒ نے کہا کہ اس جگہ جو مثل ذلک فرمایا اس میں مثلیت سے عدم اضرار مراد ہے۔ رضاع وانفاق مراد نہیں ہے ورنہ مثل ذلک کی بجائے مثل ھولاء ہوتا۔ کئی مفسرین اس طرف گئے ہیں مگر یہ قول انتہائی نامناسب ہے، کیونکہ اسم اشارہ جس طرح واحد کو فائدہ دیتا ہے اس طرح جمع کو بھی مفید ہے۔ اس لیے پہلا قول ہی زیادہ مناسب ہے"[55]

آئمہ نحو کا حوالہ بھی دیتے ہیں:

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ[56]

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

انی شئتم کا مطلب یہ ہے کہ جس طریقہ سے چاہو آؤ مگر موضع حرث میں آؤ کیونکہ عورت کی شرم گاہ کو زمین، نطفے کو بیج اور بچے کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے سیبویہ نے کہا کہ اس جگہ انی سے کیف مراد ہے۔[57]

[53] ترجمان القرآن بلطائف البیان 98/1
[54] البقرہ 233:2
[55] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 177/1
[56] البقرہ:2:223
[57] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 149/1

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

سیبویہ نحوی جو کہ مستند امام نحو ہے ان ہی کا حوالہ دے کر مطلب واضح کر رہے ہیں۔

لفظ قرآت کا ذکر اور علم صرف سے تاویل:

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ [58]

اس آیت کریمہ میں مذکور لفظ یطیقونہ کی بحث میں نواب صاحب قراءت، صرف اور نسخ کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

لکھتے ہیں:

لفظ یطیقونہ کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے مخفف کی بنیاد پر آیت منسوخ ہے جبکہ واؤ مشدد (یطوقنہ) کی صورت میں محکم تشدید کا معنی تکلیف و مشقت ہے اگر باب افعال کا ہمزہ اس جگہ سب کا ٹھہرایا جائے تو بھی ممکن ہے۔ پھر اس وقت لا نفی کی تقدیر کی بھی ضرورت نہ ہو گی۔ آیت بھی محکم رہے گی ورنہ منسوخ ٹھہرے گی۔[59]

دیگر ماخذ و مصادر کی طرف مراجعت کا مشورہ

نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر میں احکامی آیات کی وضاحت کرتے ہوئے دیگر ماخذ و مصادر کی طرف مراجعت کا مشورہ بھی دیتے ہیں تاکہ قاری پر مسئلہ کی پوری تفاصیل واضح ہو سکیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 216 کی تفسیر کے آخر میں فضائل جہاد کے لیے کتاب العبرہ کی تعریف کرتے ہوئے اسے اکثر احادیث و احکام کی جامع بتاتے ہیں۔[60]

البقرہ 217 والفتنۃ اکبر من القتل) کی وضاحت کرتے ہوئے رجب کی پہلی تاریخ کو مسلمانوں کے ہاتھوں عمرو بن حضرمی کے واقعہ کو لکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ بیہقی نے دلائل النبوہ، میں اس کا مفصل حال لکھا ہے۔[61]

جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 219 کی شرح میں شراب کے احکام کا ذکر کر کے اس کے نقصانات بھی بتاتے ہیں اور چند کتب کی طرف مراجعت کا بھی اشارہ کرتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں

- مسک الختام شرح بلوغ المرام

[58] البقرہ2:184
[59] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 61/1
[60] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 131/1
[61] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 132-133/1

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

- حادی الارواح از ابن قیم
- نیل الاوطار از امام شوکانی
- رسالہ بشارۃ الفساق۔[62]

اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 122 کی تفسیر میں نکاح ولی کے بغیر کیسا ہے؟ کی بحث کر کے اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے ابن کثیر کی کتاب الاحکام کی طرف مراجعت کا اشارہ کرتے ہیں۔

اسی طرح سوۃ البقرہ کی آیت نمبر 230 کی شرح میں نواب صاحب حلالہ کی بحث کرتے ہوئے، ابن عبد البر کی الاستدکار ابن قیم کی اعلام الموقعین اور اغاثۃ اللھفان کی طرف رجوع کرنے کا اشارہ دیتے ہیں۔

اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 233 کے دوران رضاعت بچے کے خرچ کے متعلق بحث کر کے فرماتے ہیں کہ ابن جریر نے اس کو مفصل بیان کیا ہے۔

مزید برآں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 239 کی تفسیر کرتے ہوئے نواب صاحب مختلف ماخذ و مصادر کا ذکر کرتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

جوینی کی کتاب النہایہ تفسیر واحدی، ابن ابی حاتم کی فضائل شافعی، رسالہ جلب المنفعۃ، شوکانی کی شرح مشکی، اور تفسیر فتح القدیر، تفسیر خازن اور تفسیر فتح البیان فی احکام القرآن وغیرہ

فتح البیان کا حوالہ دیتے ہیں:

الغرض فتح البیان کا ذکر تو جا بجا اپنی تفسیریں کرتے ہیں حتی کہ بعض دفعہ تو خود فتح البیان کو فاتح قرار دیتے ہیں۔

تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان قرآن دانی کے لیے ایک جامع تفسیر ہے اور اس اعتبار سے کہ اس میں نواب صاحب نے تفسیر بالماثور کا بہت زیادہ اہتمام کیا ہے اور اسے محدثانہ معیار پر مرتب کیا ہے۔

انہی تالیفات میں سے ایک "تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان" ہے، جو اردو زبان میں قرآن مجید کی مفصل تفسیر ہے اور بجا طور پر قرآنی علوم کا انسائیکلوپیڈیا کہلانے کی مستحق ہے۔ نواب صاحب نے عربی زبان میں بھی "فتح البیان فی مقاصد القرآن" کے نام سے جامع تفسیر رقم کی تھی۔ "تفسیر ترجمان القرآن" سب سے پہلے

[62] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 136/1

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

تقریباً125 سال قبل 16 ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی تھی، جبکہ اس کے بعض حصوں کی تکملہ نگاری مولانا ذوالفقار احمد نقوی بھوپالیؒ(1262ھ-1340ھ) نے کی۔

حال ہی میں اسے 'دارابی الطیب للبحث التحقیق' گوجرانوالہ نے 11 جدید جلدوں میں طبع کیا ہے۔اس جدید ایڈیشن پر فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسفؒ اور حافظ شاہد رفیق(فاضل مدینہ یونیورسٹی) کی تصحیح، تنقیح و نظرِ ثانی شامل ہے، جبکہ اس کی تسہیل محمد یحییٰ قریشی اور تخریج حافظ حامد مشتاق(فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے انجام دی ہے۔۔

ترجمان القرآن بلطائف البیان اور اسرائیلیات

نواب صاحب کی سب سے بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اسرائیلیات کے بارے میں ان کا رویہ انتہائی جارحانہ ہے۔متقدمین کی کتب تفسیر میں جو موضوع اور اسرائیلی روایات مذکور ہیں نواب صاحب بسا اوقات توان کا ذکر کرکے ان پر رد کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ باطل اور جھوٹی اسرائیلی روایات ہیں جو اسلامی روایت میں گھس آئی ہیں اور کبھی کبھار اسرائیلی واقعہ کا ذکر کرنے کے بجائے اس کی طرف اشارہ کردیتے ہیں اور اس کے متعلق اپنی رائے بیان کردیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں وہ امام ابن تیمیہ سے بہت زیادہ متاثر ہیں بلکہ امام ابن تیمیہ نے مقدمہ فی اصول التفسیر، میں اسرائیلی روایات سے متعلق جو کچھ ذکر کیا ہے نواب صاحب نے اپنی تفسیر میں اس کے مقابلہ میں زیادہ مواد اور معلومات جمع کی ہیں۔بلا مبالغہ ترجمان القرآن بلطائف البیان موضوع تفسیری روایات سے متعلق ایک انسائیکلو پیڈیا ہے۔نواب صاحب کو روایت کی جانچ پڑتال اور اس کے منشا اور مصدر کی نشاندہی میں راسخ اور مضبوط ملکہ حاصل تھا۔

اسرائیلی روایات پر رد و قدح کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں سورۃ البقرہ کی آیت:

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾[63]

کی تفسیر کرتے ہوئے نواب صاحب حافظ ابن حجر کے حوالہ سے بنی اسرائیل کی گائے کا طویل ذکر کیا ہے کہ کس طرح بنی اسرائیل نے مخصوص گائے کا مطالبہ کیا اور یہ کہ وہ گائے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کے پاس پائی گئی جو اپنے والد کا بڑا فرمانبردار تھا پھر اس میں سلف سے منقول روایات ذکر کرنے کے بعد فرمایا

[63] البقرۃ 67:2

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

"یہ روایات جو عبیدہ ابو العالیہ سدی وغیرہ سے مروی ہیں ان میں اختلاف ہے ظاہر ہے کہ روایات بنی اسرائیل کی کتابوں سے لی گئی ہیں۔ یہ روایات ایسی ہیں کہ ان کو نقل کرنا تو درست ہے البتہ ان کی تصدیق یا تکذیب نہیں کی جاسکتی۔ لہذا ان پر اعتماد کرنا صحیح نہیں، سوائے ان روایات کے جو ہماری شریعت کے موافق ہوں۔"[64]

فقہی منہج واُسلوب

ترجمان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ احکام پر مشتمل آیات کی تفسیر کرتے ہوئے نواب صاحب، احکام و فقہی مسائل اور فقہاء وآئمہ کرام کے مذاہب ودلائل ذکر کرتے ہیں مگر وہ دیگر مفسرین امام قرطبیؒ، رازی، آلوسی وغیرہ کی طرح حد سے تجاوز نہیں کرتے۔

جہاں تک سلف کے مذہب کا تعلق ہے قرآن وسنت کی روسے بیان کرتے ہیں اور کوئی رورعایت نہیں برتتے لیکن پھر بھی اعتدال کے دائرے میں محدود رہتے ہیں۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ[65]

اس آیت کے ضمن میں انہوں نے تفسیر کے چار مسائل بیان فرمائے ہیں۔

1. ایک شخص جو مہینے کی ابتداء میں مقیم تھا اور درمیان میں مسافر ہوا اسکے لیے افطار کی رخصت ہے یا نہیں؟ سلف کی ایک جماعت نے افطار کی رخصت کا انکار کیا۔ ان کی دلیل یہی آیات ہے اس قول کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ یہ عجیب وغریب ہے۔ ابن ابن حزم نے انگلی، میں اسے صحابہ کرام اور تابعین سے نقل کیا ہے۔ مگر ابن حزم کی اس نقل وحکایت میں نظر ہے۔ واللہ اعلم صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت رمضان میں فتح مکہ کے لیے نکلے اور راستے میں مقام کرید پر خود بھی افطار کیا اور سب کو افطار کا حکم دیا۔

2. **سفر میں افطار واجب ہے یا اختیاری۔**

صحابہ وتابعین کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ سفر میں افطار کرنا واجب ہے اللہ کے اس فرمان سے (فعدۃ من ایام اخر) کہ اس کی گنتی دوسرے دنوں کے میں فرض ہے) مگر صحیح موقف وہ ہے جس پر جمہور ہیں کہ یہ امر خیر کے لیے ہے وجوب۔ وجوب کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے کہ حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رمضان میں آپ کے ساتھ غزوات میں نکلتے ان میں سے کچھ روزے سے ہوتے اور کچھ بغیر روزے کے اور کوئی ایک دوسرے پر عیب نہ لگاتا اگر افطار لازم ہوتا تو ضرور ایسی

[64] ترجمان القرآن بلطائف البیان 23/1
[65] البقرہ 185:2

OPEN ACCESS
CC BY

حالت میں روزے پر انکار کیا جاتا بلکہ اس کے خلاف خود آنحضرت سے ایسے مواقع پر روزہ رکھنا ثابت ہے۔ صحیحین میں مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم سخت گرمی کے دنوں میں آنحضرت کے ساتھ غزوہ پر نکلے گرمی کے مارے لوگ اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لیتے تھے۔ہم میں سے کوئی روزہ سے نہ تھا مگر صرف حضور اکرم اور حضرت عبداللہ بن رواحہ روزہ سے تھے۔اس سے افطار کا اختیاری اور غیر واجب ہونا معلوم ہوتا ہے۔

3. سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے یا افطار؟

ایک گروہ نے کہا جن میں امام شافعی بھی شامل ہیں کہ سفر میں افطار کی نست روزہ رکھنا افضل ہے۔کیونکہ حضور اکرم نے سفر میں روزہ رکھا ہے۔لیکن دوسرا گروہ کہتا ہے کہ روزہ رکھنے سے افطار افضل ہے۔انہوں نے رخصت کو اختیار کیا۔اس لیے کہ حدیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت سے سفر میں روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا "جس نے افطار کیا اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھا اس پر بھی کچھ گناہ نہیں ہے۔"

دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے کہ تم اللہ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھاؤ جس کی اس نے تمہیں اجازت دی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ صوم وافطار برابر ہیں صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حمزہ اسلمی نے آنحضرت سے پوچھا اے اللہ کے پیغمبر میں زیادہ روزے رکھتا ہوں کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھوں فرمایا چاہے رکھ لو چاہے افطار کرلو۔

4. چوتھے گروہ نے کہا کہ اگر روزہ مشکل ہو تو افطار افضل ہے حضرت جابر سے حدیث دلیل لی ہے کہ حضور نے ایک شخص کو دیکھا جس پر چھڑی سے سایہ کیا گیا تھا فرمایا یہ کون ہے؟ کہا روزہ دار ہے۔ فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اگر وہ سنت سے منہ پھیرتے ہوئے افطار کو ناپسند کریں تو اس پر افطار واجب ہے اور روزہ رکھنا حرام ہے، کیونکہ مسند امام احمد میں حضرت ابن عمرؓ اور جابر وغیرہم سے آیا ہے۔

مَن لم يقبلْ رخصةَ اللهِ كان عليهِ من الإثمِ مثلُ جبالِ عرفةَ[66]

"کہ جس نے اللہ کی رخصت کو قبول نہ کیا اس پر عرفہ کے پہاڑ جتنا گناہ ہے۔"

۴۔رمضان کے روزوں کی قضاء پے درپے اور مسلسل واجب ہے یا اس میں وقفہ کرنا جائز ہے؟"

[66] مجمع الزاوئد ومنبع الفوائد/كتاب الصيام

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

اس میں ایک قول یہ ہے کہ مسلسل روزے رکھے کیونکہ قضاءادا کے معنی میں ہے دوسرا قول جس پر جمہور متفق ہیں کہ جس طرح دل چاہے رکھے چاہے متصل رکھے یا متفرق رکھے دلیلیں بھی اس موقف کی تائید کرتی ہیں۔[67]

مزید براں اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ [68]

مذکورہ آیت کی تفسیر کے ذیل میں نواب صاحب نے کئی مسائل بیان کیے ہیں ایک مسئلہ یہ بیان فرمایا : کہ خلع طلاق ہے یا نہیں؟ اس میں انہوں نے تفصیل سے ائمہ وفقہاء کے مذاہب بیان فرمائے، دوسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا : کہ خلع والی عورت کی عدت عام مطلقہ عورت کی عدت کی طرح ہے یا اس سے مختلف ہے۔ امیں انہوں نے ائمہ اربعہ اور دیگر حضرات کا مسلک یہ بیان فرمایا کہ وہ تین قروء" کے ساتھ عدت گزارے گی دوسرا قول یہ بیان فرمایا کہ اس کی عدت ایک حیض ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا کہ مخالع (یعنی جس مرد سے خلع لیا گیا ہے) مختلعہ (یعنی وہ عورت جس نے خلع لیا ہے) سے اس کی رضامندی کے بغیر رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ آئمہ اربعہ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ بغیر رضامندی کے رجوع نہیں کر سکتا عبداللہ بن اوئی، ماہان حنفی، سعید بن مسیب اور امام ابو ثور کا مسلک یہ ہے کہ مرد نے اگر بدل خلع عورت کو واپس کر دیا تو اس کی رضامندی کے بغیر بھی وہ رجوع کر سکتا ہے۔ جبکہ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ضلع اگر لفظ طلاق کے بغیر کیا تو یہ جدائی اور تفریق ہے۔ اب عورت پر اس کا کوئی اختیار نہیں رہا اور اگر لفظ طلاق کے ساتھ ضلع کیا تو عدت کے اندر اندر اسے عورت کی رضامندی کے بغیر رجوع کا حق حاصل ہے اس ذیل میں انہوں نے فرمایا کہ مخالع، عدت کے دوران مختلعہ سے نکاح کر سکتا ہے جب کہ علامہ ابن عبدالبر نے ایک جماعت کا قول ذکر کیا ہے کہ جس طرح دوسرا شخص عدت کے دوران مخلعہ سے نکاح نہیں کر سکتا اسی طرح مخالع کے لیے بھی نکاح کرنا ناجائز ہے۔

چوتھا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ مخالع عدت کے دوران مزید طلاقیں دے سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں انہوں نے تین قول ذکر فرمائے ہیں امام شافعی امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، حسن بصری وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ مزید طلاق نہیں دے سکتا امام مالک فرماتے ہیں خلع کے بعد بغیر کسی وقفہ اور خاموشی کے اس نے

[67] ترجمان القرآن بالطائف البیان 63,64/10
[68] البقرہ 229:2

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

طلاق دی تو واقع ہو جائے گی اور اگر وقفہ خاموشی کے بعد طلاق دی تو نہیں ہو گی امام ابو حنیفہ سفیان ثوری،اوزاعی وغیرہ حضرات کا مذہب یہ ہے کہ عدت کے دوران بہر صورت وہ طلاق دے سکتا ہے۔[69]

آئمہ جرح وتعدیل پر نقد

نواب صاحب نے ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی نقل کیے ہیں مگر وہ صرف نقل پر اکتفاء نہیں فرماتے بلکہ جہاں انہیں کسی کا قول پسند نہ ہو تو اس پر بلا جھجک رد بھی کرتے ہیں اور جو رائے ان کو محقق معلوم ہوتی ہے اسے ذکر کر دیتے ہیں اس سلسلے میں وہ کسی سے رعایت نہیں کرتے۔

قدیم رسم الخط:

کتابت کے لیے جو خط استعمال کیا گیا ہے وہ بھی متروک ہو چکا ہے بیان زبان اردو اور رسم الخط کی صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے تاکہ اندازہ ہو جائے کہ کیسی مشکل زبان، گنجلک ترکیبیں، پیچیدہ بندشیں اور محاورات استعمال کئے گئے ہیں۔تاہم نواب صاحب کے الفاظ ہیں۔

"بہر حال اس تفسیر کو اردو زبان میں بہت سہل اور آسان زبان میں لکھا گیا ہے۔اس دور میں یہ سلیس زبان ہی ہو گی، جیسا کہ لکھتے ہیں:70

انسان کا مل بدء خلق سے موت تک مع کیفیت موت و قبض روح کے ذکر کیا ہے پر یہ بیان کیا ہے کہ بعد عود روح کے طرف آسمان کے کیا ہوتا ہے مومنین کے لیے فتح یاب کرتے ہیں۔اور کفار کو اوپر سے نیچے گرا دیتے ہیں عذاب قبر سوال معراج اشراط ساعت کبری کا الگ ذکر ہے۔

یہ دس علامتیں ہیں نزول عیسیٰ خروج دجال ظہور یاجوج ماجوج سیر دابۃ الارض دفاع رفع القرآن طلوع شمس از مغرب بند ہونا دروازہ توبہ کا خسف کا احوال بحث جسے تلخ صور واسطہ فزع وصعق کے دوسرا نفیہ واسطے بحث حشر و نشر کے احوال موقف کا شدت حرارت آفتاب کی سایہ عرش کا صراط میزان حوض حساب ایک قوم کا ہونا دوسری قوم کا گواہی اعضاء کی دینا کتاب کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں یا پس پشت سے ذکر شفاعت و جنت کا اور جو کچھ جنت میں ہو گا جیسے ابواب ہشتگانہ انہار اشجار شمار زیور ظروف درجات رویت الٰہی ذکر نار کا اور جو کہ نار مین ہے انواع ادویہ وعقاب واقسام عذاب سے جیسے زقوم وحمیم غسلین وغیرہ ذلک ان سب کا حال اگر بطریق بسط لکھا جاوے تو کئی مجلا مین آوے جس قدر کتب معتمدہ آئمہ اسلام نے سب ابواب میں لکھے ہیں وہ سب کتب گویا تفسیر ہیں قرآن کی بات ان امور کی جنکو انہوں نے سنت صحیحہ و آثار توبہ سے صراحت یا اشارہ اجمالاً یا تفصیلا سمجھا ہے۔[71]

[69] ترجمان القرآن بالطائف البیان 161,164/1
[70] ترجمان القرآن بلطائف البیان، 3/1
[71] ترجمان القرآن بالطائف البیان، 11/1

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 6 | June 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2026

نتیجہ بحث:

- تفسیر ترجمان القرآن نواب صدیق حسن خان کی سب سے مشہور تفسیر ہے۔ یہ تفسیر اردو زبان میں لکھی گئی ہے اور قرآن کی تفسیر میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ یہ تفسیر علمی، فکری، اور روحانی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ نواب صاحب جو کہ عظیم نقاد اور پختہ کار محدث تھے، فنون حدیث اور اسماء الرجال کے سلسلہ میں نہایت گہری بصیرت رکھتے تھے۔
- روایات کے نقد اور ان کے منشاء اور مقصد کی نشان دہی کرنے میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا، انہوں نے سابقہ نقلی تفاسیر کی ان خامیوں کو دیکھتے ہوئے ایک ایسی تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا، جو ضعیف اور موضوع احادیث اور اسرائیلی روایات سے پاک صاف ہو، چنانچہ انہوں نے محدثانہ طریق پر یہ تفسیر مرتب کی یقیناً وہ ایک حد تک اپنی اس کوشش میں کامیاب رہے اگرچہ وہ اس تفسیر میں اس بلند پایہ محدثانہ معیار کو پورے طور پر قائم نہیں رکھ سکے جس کی ان سے توقع تھی۔ کیونکہ عمر نے بھی ساتھ نہ دیا کہ وہ اس تفسیر کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں اور ویسے بھی انہوں نے قدرے وسعت سے کام لیا اور اسرائیلیات کے ایک حصہ کو قبول کیا۔

CC BY